فتوی نمبر: [۳۶۲] بسم اللہ الرحمن الرحیم تاریخ: [۲۰۲۳/۰۱/۲۷]

## سوال

بنام لجنۃ العلماء للإفتاء (علماء فتوی کونسل) کے نام: وراثت کی تقسیم کا مسئلہ۔

محترم مفتیانِ کرام! میرے والد محترم کی وفات ۱۲۲ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو ہوئی۔ ان کے مال کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ ٹیوٹا وٹز کار۔

۲۔ ۱۵ مرلہ رہائشی پلاٹ۔

۳۔ ۶۰۰ سے ۷۰۰ کنال زرعی رقبہ غیر کاشت شدہ۔ حتمی طور پر رقبہ کا حتمی تعین پٹواری سے کاغذات ملنے پر ہی ہو سکے گا۔

۴۔ دو بھینسیں۔

۵۔ ڈیڑھ کروڑ بینک کا قرضہ، ۸۰ لاکھ کے قریب کاروباری قرضہ، ۲۰ لاکھ والد صاحب کی ایک بہن کا، ۲۰ لاکھ ان کے ایک دوست کا۔

۶۔ نقد ۶۰،۰۰۰ کے قریب تقریباً

۷۔ کاروبار کی نوعیت:

میں چونکہ والد صاحب کے ساتھ ۲۰۰۱ء سے منسلک تھا۔ ۲۰۰۵ء میں والد صاحب نے مارگلہ سے ختم کیا اور چکوال میں نئے سرے سے اپنے کام کی بنیاد ڈالی، جس کے لئے انھوں نے میرے نام سے لائسنس لیا، مگر اپنا کل سرمایہ ایک اور پراپرٹی کے کام میں لگا بیٹھے، جس میں والد صاحب کے ساتھ فراڈ ہو گیا، جس کی وجہ سے اپنے کاروبار کے معاملات قرض لے کر چلائے۔ ۲۰۰۶ء سے باقاعدہ کاروبار کی ذمہ داری میرے پہ ڈال چکے تھے اور اپنی صحت کے مطابق میری سرپرستی کیے ہوئے تھے۔ فیکٹری کی کل تعمیرات ۷۵۰۰ سکیئر فٹ ہے جس میں کچھ تیار چھت اور لینٹر پر مشتمل ہے۔ مشینری کی اس وقت (۲۰۰۶ء) میں مالیت تقریباً آٹھ لاکھ کے قریب ہو گی۔ کاروبار ادھار مال کے سرکل سے چلا رہے تھے، وسائل کی کمی کی وجہ سے۔

**سوال:** میری بہنوں کا مطالبہ ہے کہ والد صاحب کی زمین کے علاوہ جو کاروبار میں کر رہا ہوں اور اس میں جو کما رہا ہوں اس میں بھی ان کا حصہ ہے۔ جبکہ میرا موقف ہے کہ والد صاحب کی وفات کے وقت سے پہلے سے کاروبار قرض پر چل رہا تھا اور ان کی وفات کے بعد عرصہ ۳ سے ۴ سال کے قلیل مدت میں صبح و شام کی محنت سے اور اللہ سبحان و تعالی کی مدد سے تمام قرض ادا کیے ہیں۔ قرض پر مال لیا اور پچھلا کاروباری قرض بھی اتارتا چلا گیا۔ آج قرض اتر گئے ہیں تو مطالبہ ہے کہ جو محنت کر رہے ہو اس میں ہمارا بھی حصہ ہے۔ لہذا آپ سے درخواست ہے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں میری راہنمائی فرمائیں کہ کیا میری محنت اور کمائی میں ان کا بھی حصہ ہے؟

العارض: عمر قریشی، ساکن: راولپنڈی

## جواب

الحمدلله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده!

میت کی منقولہ و غیر منقولہ ہر قسم کی جائیداد اور کاروبار اس کی وراثت اور ترکہ میں شمار ہوتے ہیں۔ لہذا جس طرح اوپر بیان کردہ جائیداد میں تمام بہن بھائی بطور ورثا شریک ہیں، اسی طرح کاروبار میں بھی سب کا حصہ موجود ہے۔ ارشادِ باری تعالی ہے:

{لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ ٱلْوَٰلِدَانِ وَٱلْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ ٱلْوَٰلِدَانِ وَٱلْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا} [سورۃ النساء:۷]

’آدمی کے لئے حصہ ہے اس جائیداد میں سے جو اس کے والدین اور قریبی رشتے دار چھوڑ جائیں۔ اسی طرح عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے۔ اس ترکہ سے جو والدین چھوڑ جائیں یا قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں۔ زیادہ ہو یا کم ہو یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ حصہ ہے‘۔

اگرچہ ۲۰۰۶ میں کاروبار کی ذمہ داری برخوردار (سائل) نے سنبھال لی تھی، لیکن سرپرستی پھر بھی والد صاحب کی ہی تھی، لہذا یہ کاروبار کسی ایک بیٹے کا شمار ہونے کی بجائے والد کی ملکیت سمجھا جائے گا۔

بیٹے نے محنت کر کے کاروبار کو سنبھالا دیا، قرض وغیرہ اتارا، تو یہ سارا کچھ اسی کاروبار کی بنیاد پر ہی ہے، جو والد کی طرف سے انہیں ملا، اگرچہ وہ کسی حالت میں بھی تھا۔ جب والدین نے بچوں کو پال پوس کر بڑا کیا، تو ان کا قرض اتارنا بھی انہیں کے ذمے ہے، یہ کسی پر احسان نہیں ہے۔

والد کی وفات کے فورا بعد جو کچھ بھی تھا، جیسا بھی تھا، اگر اسے بطور وراثت شرعی حصص کے مطابق تقسیم کر دیا جاتا، اور ہر کوئی کاروبار سے اپنا حصہ الگ کر لیتا، تو پھر یہ سائل حق بجانب تھا کہ اس کی محنت میں کوئی شریک کیوں ہو؟ لیکن جب تک مشترکہ کھاتے کے طور پر کاروبار رہے گا، تو سب ہی اس میں شریک رہیں گے۔

باپ سے ملنے والے کاروبار پر محنت کرنے والا بیٹا، اپنا حق الخدمت اور خرچہ وغیرہ لے سکتا ہے، جو کہ یقینا وہ لیتا بھی رہا ہو گا، کیونکہ اتنے سال سے اگر وہ اس کاروبار میں مصروف ہے، تو یقینا وہ اپنے اخراجات اور ضروریات بھی اسی سے پوری کرتا ہو گا، جو کہ اس کا حق تھا۔

بہنوں کا یہ مطالبہ تو نہیں ہے، کہ جو تم خود پہ خرچ کرتے رہے ہو وہ بھی ہمیں دیں، وہ تو کاروبار میں آنے والی پرافٹ کے بارے میں کہہ رہی ہیں۔ اگر پرافٹ نہیں ہے پھر اللہ کے سپرد ہے۔ اور اگر نفع اور بچت ہو رہی ہے، تو پھر عدل وانصاف کا تقاضہ یہی ہے کہ معروف طریقے سے اخراجات اور حقِ خدمت نکال کر بقیہ ماندہ یعنی بچت سے دیگر بہنوں بھائیوں کو حصہ دیا جائے۔

یاد رکھیں! یہ دنیا کا مال ومتاع دنیا میں ہی رہ جائے گا، لہذا حد درجہ احتیاط کریں، ایک دوسرے کے حقوق کھلے دل سے ادا کرنے چاہییں، تاکہ کل قیامت والے دن باز پرس سے محفوظ رہا جا سکے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إنكم تختصمون إلي ولعل بعضكم ألحن بحجته من بعض، فمن قضيت له بحق أخيه شيئا بقوله، فإنما أقطع له قطعة من النار، فلا يأخذها." [بخاري: ۲٦٨٠، مسلم: ٤٤٧٣]

"تم لوگ میرے پاس، اپنے مقدمات لاتے ہو، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص، دوسرے سے بات کرنے میں بڑھ کر ہوتا ہے، لہذا اگر ظاہر کا خیال رکھتے ہوئے، میں کسی ایک کے مال کا دوسرے کے حق میں فیصلہ کر دوں، تو اسے نہیں لینا چاہیے، کیونکہ ایسی صورت میں، میں اس کے لیے دوزخ کے ایک ٹکڑے کا فیصلہ کر رہا ہوتا ہوں۔"

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

## مفتیانِ کرام

فضیلۃ الشیخ ابو محمد عبد الستار حماد حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ عبد الحلیم بلال حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ جاوید اقبال سیالکوٹی حفظہ اللہ

فضیلۃ الدکتور عبد الرحمن یوسف مدنی حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ محمد إدریس اثری حفظہ اللہ